© rasailojaraid.com

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیتھولک مسیحی جریدے "کاریتاس" نے اپریل ۱۹۹۷ء کے شمارے میں جوشوا فضل الدین (۱۹۰۳ء - ۱۹۷۶ء) پر دو مختصر مضامین شامل کیے ہیں۔ جوشوا فضل الدین کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ایک مضمون میں باندازِ شکوہ لکھا گیا ہے کہ "آج بہت سے لوگ عالم اور صحافی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر افسوس کی بات ہے کہ اُن کو یہ نصیب نہیں ہوا کہ ایک لائن بھی جوشوا فضل الدین پر لکھ دیں۔ صرف ایک مردِ مجاہد جن کا نام پروفیسر رانا محمد سلیم [اسلم] ہے، اُنھوں نے جوشوا فضل الدین مرحوم پر پی - ایچ - ڈی کی۔"

"کاریتاس" کے شائع کردہ مضامین سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جوشوا فضل الدین "پکے کیتھولک" تھے اور مسیحی شناخت کے حوالے سے وہ اتنے حساس تھے کہ جب آغا یحییٰ خان کے وزیرِ قانون جسٹس (ریٹائرڈ) اے - آر - کارنیلس نے ایک موقع پر بیان دیا کہ "ہم [مسیحی] آئینی طور پر مسلم ہیں" تو جوشوا فضل الدین نے "اس پر سخت احتجاج کیا۔" اسی طرح اُنھوں نے مولانا کوثر نیازی کی تالیف "آئینۂ تثلیث" پر تنقید کرتے ہوئے مسیحی عقائد کا دفاع کیا تھا۔ ایسے "پکے مسیحی" اور خادمِ مسیحیت کو مسیحی اہلِ قلم کی جانب سے فراموش کر دیا جانا واقعی افسوس ناک ہے، مگر یہ "جوشوا فراموشی" چنداں بے سبب نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پکے کیتھولک وطن دوست جوشوا فضل الدین کے افکار وطنِ عزیز کی سیکولر لابی کے لیے آج قابلِ قبول نہیں، اور یہی سبب ہے کہ اُنھوں نے ایک ایسے شخص کو طاقِ نسیاں کا گلدستہ بنا دیا ہے جس نے انجیل کے بعض حصوں کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر پنجابی میں ایک قابلِ ذکر کتاب لکھی۔

جوشوا فضل الدین کے احوال و آثار پر پنجاب یونیورسٹی - لاہور کے پروفیسر اسلم رانا کا تحقیقی کام تاحال سامنے نہیں آسکا، تاہم اِس تحقیق پر مبنی اُن کا جو مقالہ ششماہی "کھوج" (جولائی - دسمبر ۱۹۷۸ء) میں شائع ہوا ہے، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوشوا فضل الدین جداگانہ طریقِ انتخاب کے زبردست داعی تھے اور اِس مقصد کے لیے ۱۹۵۶ء میں انھوں نے انگریزی میں ایک کتاب Separate Electorates: The Lifeblood of Pakistan کے نام سے لکھی تھی، اور جب ۱۹۷۰ء میں جداگانہ طریقِ انتخاب اختیار نہ کیا گیا تو اُنھوں نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا اور "آزاد پاکستان مسیحی لیگ" کے پلیٹ فارم سے مخلوط انتخابات کی بھرپور مخالفت کی۔ ۱۹۷۰ء میں اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے اُنہیں آمادہ کرنے کی اپنی سی کوشش کی کہ وہ اقلیتی نشست پر قومی اسمبلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے رکن بن جائیں، مگر چوں کہ اُن کے نزدیک مخلوط طرزِ انتخاب سے اسمبلی میں آنے والے اقلیتی رہنما اپنی برادری کی کوئی خدمت نہ کر سکتے تھے، اِس لیے اُنھوں نے یہ پیشکش قبول نہ کی۔

جوشوا فضل الدین نے ہمیشہ اقلیتی برادریوں کے حقوق کے تحفظ کی بات کی، مگر وہ وطنِ عزیز کی دینی نظریاتی اساس کے مخالف نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ "دو قومی نظریے" کی بنیاد پر وجود میں آنے والے ملک کا مقدر نظامِ اسلام کے نفاذ سے وابستہ ہے، اور جب "قراردادِ مقاصد" منظور کر لی گئی تو واضح طور پر لکھا کہ

> --- یہ خطہ جس میں برطانوی حکمرانوں کی آمد تک مذہب اور سیاست کو کبھی جُدا ہونے کا موقع نہ ملا، جب ایک بار پھر واضح طور پر اعلان کر رہا ہے کہ ریاست اسلام کے مذہبی اصولوں پر مبنی ہوگی اور جِس نے ایک "قرار داد مقاصد" منظور کر لی ہے تو--- جب کبھی اسلام اور مسیحیت کے درمیان اختلاف ہوگا، مسیحیت کو اسلام کے لیے راستہ چھوڑ دینا ہوگا۔

جوشوا فضل الدین نے تحریک پاکستان کو قریب سے دیکھا تھا اور وطنِ عزیز کے زمینی حقائق سے پورے طور پر آگاہ تھے، اِس لیے اُنہیں مسلم اکثریت کے جذبات واحساسات کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ تھی، مگر آج کے بعض مسیحی اہلِ قلم سیکولر لابی کے "بلند آہنگ" دعووں سے متأثر ہو کر زمینی حقائق سے آنکھیں چُرا رہے ہیں، اور مسلم - مسیحی تعلقات کو مضبوط تر کرنے کے بجائے انہیں غیر شعوری طور پر نقصان پہنچا رہے ہیں۔

یہ "جوشوا فراموشی" ہی کی ایک شکل ہے کہ "کاریتاس" کے جِس شمارے میں اُنہیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے، اسی میں اُن کے آدرشوں کے خلاف قلم اٹھایا گیا ہے۔

آئینِ پاکستان کی حالیہ تیرہویں ترمیم کو جِس طرح عام آدمی نے آٹھویں ترمیم کی تنسیخ پر محمول کیا ہے، اِس سے واضح ہے کہ عام آدمی کے نزدیک دفعہ ۵۸-۲ (ب) کے تحت صدرِ مملکت کو حاصل شدہ اختیار پارلیمانی جمہوری نظام کی روح کے خلاف تھا اور اِس سے ماضی میں وطنِ عزیز میں سیاسی عدمِ استحکام کی کیفیت رہی ہے، اور یہی دفعہ تھی جِس کے باعث آٹھویں ترمیم تنقید کا نشانہ بنی رہی ہے، ورنہ جہاں تک اُن اسلامی اداروں اور اقدامات کا تعلق ہے، جنہیں اِس ترمیم کے ذریعے تحفظ حاصل ہے، اُن سے قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت رکھنے والی جماعت اور عوام کو کوئی اختلاف نہیں، مگر ان زمینی حقائق کے باوجود ہماری سیکولر لابی بدستور کہے جا رہی ہے کہ آئینِ پاکستان میں شامل اسلامی دفعات منسوخ کی جائیں، حالاں کہ یہ دفعات وطنِ عزیز کی عظیم اکثریت کے ایمان و یقین کے عین مطابق ہیں۔ جوشوا فضل الدین اگر آج زندہ ہوتے تو شاید سیکولر لابی کو مسیحی حلقوں میں یوں کھل کھیلنے کا موقع نہ ملتا۔

© rasailojaraid.com